ڈاکٹر ذوالفقار ہاشمی

مخدوم امیر احمد

حاجی حافظ مخدوم امیر احمد قریشی ہاشمی مطلبی کا شمار سندھ کے چوٹی کے علمائے دین اور اساتذۂ کرام میں ہوتا ہے۔ ان کا تعلق کھوڑا (کھیڑا) تعلقہ گمٹ ریاست خیرپور میرس کے اس عالی نسب و عالی مرتبت مخدوم خاندان سے تھا جس نے وادیِ مہران میں اسلام کی سربلندی اور توحید و رسالت کی تبلیغ و اشاعت میں مثالی خدمات انجام دی ہیں۔

حضرت سید ابراہیم شہید اس خانوادۂ مخدوم کے مورثِ اعلیٰ تھے۔ وہ ۲۲۸۵ھ میں بغرضِ اشاعت اسلام بغداد سے سندھ تشریف لائے اور مضافاتِ حیدرآباد (جو اس زمانے میں نیرون کوٹ کے نام سے موسوم تھا) میں بود و باش اختیار کی۔ سید ابراہیم شہید کی اولاد میں سے ایک بزرگ سید محمد بن سید یحییٰ کو "مخدوم الملک" کے لقب سے ملقب کیا گیا تھا۔ اُس وقت سے اس خاندان کے افراد "سید" کے بجائے "مخدوم" کہلانے لگے۔

ان مخدوموں کے ایک دوسرے بزرگ مخدوم اسد اللہ نیرون کوٹ (موجودہ حیدرآباد) سے ۹۰۱ھ میں نقل مکانی کر کے ضلع خیرپور کے ایک نواحی قریہ "پیری" میں اقامت پذیر ہوئے۔ پھر مخدوم اسد اللہ کے پرپوتے مخدوم عبد الخالق نے پیری سے بیس میل مغرب کی جانب کھوڑا نامی قصبے میں سکونت اختیار کی[1]

مخدوم امیر احمد ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۱ء میں قصبہ کھوڑا تعلقہ گمبٹ ضلع خیرپور میں تولد ہوئے۔ مخدوم امیر احمد کی ابتدائی تربیت ان کے صاحبِ علم و کمال ماموں مخدوم اللہ بخش عاصی کے سایۂ عاطفت میں ہوئی۔ مخدوم صاحب بارہ برس کے تھے کہ ان کے ماموں اللہ کے جوارِ رحمت میں جا پہنچے۔

مخدوم امیر احمد نے ۱۹۱۲ء سے ۱۹۱۴ء تک مقامی سکول میں سندھی اور ابتدائی انگریزی تعلیم حاصل کی۔

---

[1] تذکرہ مخادیم کھوڑا (قلمی) مولانا مخدوم اللہ بخش کھوڑوی۔ تاریخ تحفۃ الکرام مصنفہ علی شیر قانع، مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد۔

لیکن فرنگیوں کی زبان انگریزی کو اپنانے کے لیے ان کی طبیعت مائل نہیں تھی اس لیے انھوں نے انگریزی پڑھنا ترک کر دیا لیکن بعد میں جب عملی زندگی کے میدان میں انگریزی سے واقفیت لازمی محسوس ہوئی تو انھوں نے اپنے طور پر انگریزی پڑھنے لکھنے کی اتنی استعداد حاصل کر لی کہ انگریزی میں بہترین خط و کتابت اور ڈرافٹنگ کر سکتے تھے۔

مخدوم صاحب بچپن ہی سے نہایت ذہین و ذکی اور نیک تھے۔ ایام طالب علمی میں ہمیشہ اچھی پوزیشن حاصل کرتے جس کے باعث انھیں ریاست خیرپور کی جانب سے وظیفہ ملتا تھا۔ ۱۹۱۶ء میں والدین نے انھیں سکول سے اٹھا لیا اور حافظ محمد سلیمان کے حوالے کر دیا جن سے مخدوم صاحب نے قرآن مجید پڑھا۔ اس کے بعد مولوی بخش علی شہبازی کے زیر نگرانی فارسی کے کچھ اسباق پڑھے۔ مولوی بخش علی ضلع دادو کے رہنے والے تھے۔ قدیم مدرسہ مخدومیہ میں معلم تھے، کھوڑا میں رہتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد مخدوم صاحب نے حافظ سلیمان کے پاس فارسی کی مزید کتابیں پڑھیں۔ فارسی اور عربی علوم و ادبیات کی تکمیل مولانا محمد ہاشم انصاری سے کی[۵] مولانا محمد ہاشم انصاری سندھ کے ایک متبحر عالم اور چوٹی کے استاد تھے۔

مخدوم امیر احمد کے پھوپھی زاد بھائی اور کھوڑا کے سجادہ نشین مخدوم شفیع محمد نے ذاتی اختلافات کی بنا پر مولانا محمد ہاشم انصاری کو ریاست بدر کر دیا تھا۔ مخدوم صاحب نے اپنے استاد مولانا ہاشم کے ساتھ ہی کھوڑا کی رہائش کو خیرباد کہا اور ان کے ہمراہ نوشہرہ فیروز کے عرصہ قیام میں قرآن کریم حفظ کیا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں دستار فضیلت حاصل کی۔

حافظ مخدوم امیر احمد نے اپنے سلسلہ درس و تدریس کا آغاز ۱۹۳۲ء میں گورنمنٹ ہائی سکول نوشہرہ فیروز میں عربی کے استاد کی حیثیت سے کیا۔ ۱۹۳۸ء میں مسلم ہائی سکول نواب شاہ زیر اہتمام ڈسٹرکٹ لوکل بورڈ کا قیام عمل میں آیا تو شعبہ عربی کے صدر مدرس کا عہدہ مخدوم صاحب کو تفویض ہوا۔

سندھ کے مشہور ماہر تعلیم اور عربی کے ممتاز سکالر شمس العلما ڈاکٹر عمر بن محمد داؤد پوتہ (جو اس وقت ڈائرکٹر تعلیمات سندھ تھے) اور سید علی اکبر شاہ (ساکن میٹھرا) کی کوششوں سے ۱۹۴۴ء میں جامعہ

---

[۵] مہران سوانح نمبر، ۱۹۵۷ء، ص ۲۴۴، ۲۴۵

عربیہ سندھ، سندھ یونیورسٹی کی جب بنیاد ڈالی گئی تو ۱۹۴۷ء میں مولانا مخدوم امیر احمد کو جوہر قابل سمجھ کر شعبہ عربی کا سربراہ مقرر کیا گیا۔ ۱۹۴۶ء میں جامعہ عربیہ سندھ کے پرنسپل بنا دیے گئے۔ ۱۹۵۲ء تک اس عہدۂ جلیلہ تک فائز رہے۔ ناسازگار حالات کے باعث جامعہ عربیہ کا منصوبہ پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ ڈاکٹر داؤد پوتہ کے انتقال کے بعد جامعہ عربیہ کا تعلیمی معیار جو کالج کے معیار تک پہنچا تھا گھٹ کر ہائی سکول تک رہ گیا۔ آج بھی یہ درس گاہ ہائی سکول کی شکل میں موجود ہے۔ مخدوم صاحب نے ۱۹۵۲ء میں حرمین شریفین کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔

سندھ کے نامور مفکر علامہ امداد علی قاضی نے جو اُس زمانے میں سندھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر تھے، پنجاب، الٰہ آباد اور ناگ پور یونیورسٹیوں کے نہج پر سندھ یونیورسٹی سے ملحق ایک علوم شرقیہ کالج کی بنا ڈالی تو ان کی نظرِ انتخاب مخدوم امیر احمد پر پڑی۔ علامہ آئی آئی قاضی نے انھیں نہ صرف سندھ اورینٹل کالج کے قیام و انتظام کی ذمہ داریاں سونپیں، بلکہ اس کالج کا پہلا سربراہ بھی مقرر کیا۔ مخدوم صاحب نے انتہائی کوشش سے اورینٹل کالج کو ایک مثالی کالج بنا دیا۔ اورینٹل کالج حیدرآباد کے بے شمار طلبا و اساتذہ نے علم و ادب کی دنیا میں قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں۔ مخدوم امیر احمد تاحیات یعنی ۱۹۷۱ء تک اورینٹل کالج کے پرنسپل رہے۔ مخدوم صاحب کی وفات کے بعد اس کالج کو ختم کر دیا گیا۔ اب اورینٹل کالج کی جگہ اسلامیہ ماڈرن ہائی اسکول کا وجود باقی ہے جسے مخدوم امیر احمد مرحوم کے لائق فرزند مخدوم غلام احمد ایم اے بی ٹی ایل ایل بی اپنی نگرانی میں جاری رکھنے میں کوشاں ہیں۔

مخدوم امیر احمد سندھ یونیورسٹی کے شعبۂ عربی میں بی اے (آنرز) اور ایم اے (عربی) کے ممتحن اور اعزازی استاد بھی رہے۔ مخدوم صاحب کی توجہ اور کوششوں سے لاتعداد ایسے شاگرد پیدا ہوئے جو آج آسمانِ علم و ادب کے درخشندہ ستارے ہیں۔ ان میں ڈاکٹر نبی بخش خان[۵۳] بلوچ (سابق وائس چانسلر جامعہ سندھ، شیخ الجامعہ شرعی یونیورسٹی اسلام آباد) جو ماہرِ تعلیم اور نامور مصنف و محقق ہیں خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔

---

۵۳ ڈاکٹر نبی بخش خاں بلوچ اپنے ایک مقالہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ " یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ مخدوم امیر احمد جیسے استاد سے ہمیں فیض حاصل کرنے کا موقع ملا۔ انھوں نے ہم طالب علموں میں عربی پڑھنے لکھنے کا خاص ذوق پیدا کیا۔ یہ انہی کا فیض تھا کہ راقم نے ایم اے تک عربی تعلیم میں خاص دلچسپی لی۔ (ترجمہ) ۔ (مہران سوانح نمبر (سندھی)۔ ص ۲۴۵)

مخدوم امیر احمد نے یکم محرم الحرام ۱۳۹۱ھ (۲۶ فروری ۱۹۷۱ء) کو حیدرآباد سندھ میں وفات پائی۔ خاندانِ مخادیم کھوڑا کے قدیم قبرستان "مخدوم شہیداں" موضع کھوڑا تعلقہ گمبٹ ضلع خیرپور میں دفن ہوئے۔

مخدوم امیر احمد بزرگانِ سلف کی یادگار تھے۔ ان کی شخصیت بڑی جاذب اور مؤثر تھی۔ راقم (وقار راشدی) کی خوش نصیبی ہے کہ اسے مخدوم صاحب سے شرفِ نیازمندی حاصل رہا۔ راقم کی ایک کتاب "بنگال میں اردو" (مطبوعہ مکتبۂ اشاعت اردو حیدرآباد ۱۹۵۵ء) مخدوم صاحب مرحوم اور ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب (سابق صدر شعبۂ اردو جامعہ سندھ) کی تجویز و سفارش سے سندھ یونیورسٹی کے نصاب میں شامل کی گئی تھی۔

مخدوم امیر احمد عربی، فارسی، سندھی اور اردو کے ماہر استاد تھے۔ ان زبانوں میں ان کی رائے مستند مانی جاتی تھی۔ ان زبانوں میں ان کی تصنیفات و تالیفات نہ صرف تلامذہ و طلبا کے لیے بلکہ اساتذہ کے لیے بھی مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ سندھ کی قدیم تاریخ و تہذیب سے جو واقفیت مخدوم صاحب کو تھی وہ بہت کم لوگوں کو ہے۔ سندھی ادبی بورڈ کے پہلے اجلاس منعقدہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۱ء میں عربی و فارسی زبان میں سندھ کی تاریخ و ادبیات سے متعلق قدیم ذخیرۂ کتب کو سندھی اور اردو میں منتقل کرنے کا پروگرام مرتب ہوا تو یہ اہم کام مخدوم امیر احمد کے سپرد کیا گیا۔[۱۲] انھوں نے نہایت عالمانہ انداز میں حسبِ ذیل عربی و فارسی کتابوں کو سندھی میں منتقل کیا۔ یہ کتابیں سندھی ادبی بورڈ نے شائع کی ہیں۔

سندھی

۱۔ تاریخِ معصومی (فارسی)۔ مصنفہ میر معصوم فاضل بکھری، مطبوعہ ۱۹۵۳ء

۲۔ فتح نامہ سندھ عرف چچ نامہ، مطبوعہ ۱۹۵۴ء۔ (چچ نامہ پہلے عربی میں لکھی گئی جس کے مصنف منہاج الملک تھے۔ علی بن حامد ابوبکر کوفی نے ۶۱۳ھ میں اس عربی کتاب کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا۔ اسی فارسی نسخے کا سندھی ترجمہ مخدوم امیر احمد نے کیا)۔

۳۔ تحفۃ الکرام (فارسی) مصنفہ میر علی شیر قانع مطبوعہ ۱۹۵۷ء

عربی

۱۔ بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ۔ مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ ۱۹۶۶ء۔ اس کتاب کی تصنیف

---

[۱۲] پیش لفظ تحفۃ الکرام (سندھی) از ڈاکٹر نبی بخش بلوچ

پر مخدوم صاحب کو سندھ یونیورسٹی کی طرف سے ڈاکٹریٹ (پی ایچ۔ ڈی) کی اعزازی ڈگری دینے کا فیصلہ کیا گیا تھا لیکن ان کی وفات (۱۹۷۱ء) کی وجہ سے اس فیصلے پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔

۲۔ عمدۃ القاری شرح البخاری (مخطوطہ)۔ یہ عربی کتاب دراصل مولانا محمد ہاشم ٹھٹھوی کی تصنیف ہے۔ مخدوم صاحب نے اس قدیم مخطوطے کو ۱۹۵۲ء میں ایک مبسوط مقدمے اور تصحیح و حواشی کے ساتھ ایڈٹ کیا۔ ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔

اردو

۱۔ مخدوم صاحب نے رسالۂ شاہ عبداللطیف کا ترجمہ سندھی نثر میں سندھ یونیورسٹی کی فرمائش پر کیا تھا۔ ترجمہ سلیس اور رواں ہے۔ اردو میں کلامِ لطیف کی شرح بھی شامل ہے۔ کلامِ لطیف کا یہ اردو ترجمہ اب تک شائع نہ ہو سکا۔ اس کا اصل قلمی نسخہ مخدوم صاحب کے فرزند مولانا مخدوم غلام احمد صاحب کے پاس محفوظ ہے۔

۲۔ الدین الکامل۔ (یہ کتاب سندھ کے ہائی سکولوں اور کالجوں کے نصاب میں شامل ہے)

۳۔ سیرتِ طیبہ۔

۴۔ سرزمینِ سندھ میں علمِ حدیث ؎ (غیر مطبوعہ)۔ "سرزمینِ سندھ میں علمِ حدیث" اردو میں مولانا مخدوم امیر احمد کی یہ تاریخی و تحقیقی تصنیف ہے۔ مخدوم صاحب نے اس گراں مایہ تصنیف کا ایک حصہ مقالے کی صورت میں کل پاکستان تعلیمات کانفرنس حیدرآباد سندھ منعقدہ ۱۹۶۳ء میں پڑھا تھا۔ موصوف اس وقت سندھ اورینٹل کالج کے پرنسپل اور شاہ ولی اللہ اکیڈیمی کے ڈائریکٹر تھے۔ ابھی یہ تصنیف کتابی شکل میں شائع نہیں ہوئی، البتہ اس کے بعض حصے دو قسطوں میں ماہنامہ "الرحیم" حیدرآباد (مطبوعہ شاہ ولی اللہ اکیڈیمی) بابت جولائی اور اگست ۱۹۶۳ء کے دو شماروں میں اشاعت پذیر ہو چکے ہیں۔

حافظ مولانا مخدوم امیر احمد کو اردو زبان سے عشق تھا، وہ خود بھی اردو میں گفتگو کرتے اور اپنے طلبا و متعلقین کو بھی اردو لکھنے پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے۔ ان کے گھر میں اردو زبان کا رواج ایسا ہے

؎ سرزمینِ سندھ میں علمِ حدیث کا ایک نسخہ مخدوم صاحب نے خود ان کے قلم سے لکھا ہوا اس سال کو از راہِ شفقت عطا فرما دیا تھا جو راقم کے نجی کتب خانے میں موجود ہے۔

جیسے گھر کے ہر فرد کی مادری زبان اُردو ہو۔ مخدوم صاحب نے سندھ اور ریذیڈنسی کالج میں اُردو زبان و ادب کی توسیع و اشاعت کے لیے اچھی خاصی فضا پیدا کر دی تھی۔ جس تعلیمی ادارے سے وابستہ رہے وہاں سندھی اور اُردو کی ادبی نشستیں اور مشاعرے انھی کی نگرانی میں منعقد ہوتے تھے۔ خود شاعر نہ تھے لیکن شعرا کی بہت قدر کرتے تھے۔

ریذیڈنسی کالج کے کتب خانے میں مختلف علوم و فنون اور قدیم و جدید کتب، رسائل اور مخطوطات کا عمدہ ذخیرہ جمع ہو گیا تھا۔ راقم السطور کو مخدوم صاحب کی زندگی میں اس کتب خانے سے استفادے کا شرف حاصل رہا ہے۔

مُسلم ثقافت ہندوستان میں

مولانا عبدالمجید سالک

اس کتاب میں بڑی وضاحت اور خوش اسلوبی کے ساتھ یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسلمانوں نے برصغیر پاک و ہند کو گزشتہ ایک ہزار سال کی مدت میں کن برکات سے آشنا کیا اور اس قدیم ملک کی تہذیب و ثقافت پر کتنا وسیع اور گہرا اثر ڈالا۔ مسلم ثقافت کی بنیادیں کن اصول و عقائد اور اقدار و معیارات پر قائم تھیں اور قدیم ہند کی معاشرتی خرابیوں کی اصلاح میں ان اصول و اقدار نے کتنا حصہ لیا۔ مسلم حکومتوں نے علم و تعلیم، صنعت و حرفت اور فنونِ لطیفہ کی سرپرستی میں کس قدر دریا دلی سے کام لیا اور ان کے عہد میں تہذیب و ثقافت کو کتنا فروغ ہوا۔ ہندو دھرم کے بنیادی عقائد کو اسلام نے کس طرح متاثر کیا اور ان اثرات کی پیدا کردہ اصلاحی تحریکوں نے عوامی زندگی اور مقامی معاشرہ پر کیا اثر ڈالا۔ مسلمانوں کا دورِ عروج ختم ہونے کے بعد تجدید و اصلاح کے لیے کیا کیا کوششیں کی گئیں۔ شاہ ولی اللہ اور سید احمد خاں کی تحریکوں کے کیا کیا نتائج نکلے۔ اقبالؒ نے مسلمانانِ ہند میں دینی و سیاسی بیداری پیدا کر کے کس منزل کی طرف ان کی رہنمائی کی اور قائد اعظمؒ کس طرح مسلمانوں کو متحد و منظم کیا اور تحریکِ پاکستان کو کامیاب بنا کر مسلم ثقافت کی تاریخ میں ایک نئے اور درخشاں باب کا اضافہ کیا۔

صفحات ۱۱۷   قیمت -/۲۵ روپے

ملنے کا پتا:۔ ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور